بسم اللہ الرحمن الرحیم

## سلسلۃ دروسِ رمضان (03)

# زبان کا روزہ

## ① روزے کی قبولیت کا انحصار:

زبان؛ جسم کا جس قدر سب سے ہلکا عضو ہے اسی قدر ہی اپنے استعمال سے لحاظ سے افضل بھی ہے اور ابتر بھی۔ اس سے بڑے بڑے خوب صورت اور فضیلت والے اقوال و اعمال بھی صادر ہوتے ہیں اور یہ بڑے بڑے ہولناک نقصانات بھی اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے۔ اس کے جائز استعمال سے انسان بلند درجات سے ہمکنار ہو جاتا ہے اور اسی کے ناجائز استعمال سے جہنم کی کھائیوں میں جا گرتا ہے۔ اسی بنا پر زبان اس بات کی سب سے زیادہ حق دار ہے کہ اس کی حفاظت کی جائے، اسے حق کی حدود میں مقید رکھا جائے اور فاسد آلودگیوں سے پاک و مہذب کیا جائے۔

روزے کی حالت میں تو اس کا اہتمام اور بھی شدید تر ہونا چاہیے، اس لیے کہ روزے کی قبولیت کا انحصار ہی اسی پر ہوتا ہے، جیسا کہ رسولِ کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

((مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّورِ وَالعَمَلَ بِهِ وَالجَهْلَ، فَلَيْسَ لِلَّهِ حَاجَةٌ أَنْ يَدَعَ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ)).

''جو شخص جھوٹ بولنا، اس پر عمل کرنا اور جاہلانہ کام نہیں چھوڑتا، تو اللہ کو اس بات کی کوئی حاجت نہیں کہ وہ اپنا کھانا پینا چھوڑ دے۔''

صحیح البخاری:6057

روزہ دراصل ایک ڈھال ہے اور زبان کی آفات کے ذریعے روزے کی اس ڈھال میں شگاف ڈال دینا بہت بڑا نقصان ہے، جو اس ڈھال کے اثر کو کمزور کر دیتا ہے۔ یعنی پھر ایسا روزہ انسان کو گناہوں سے بچا نہیں پاتا۔ اس لیے اُن لوگوں کو اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہیے جو اپنی زبانوں کو بے لگام چھوڑ دیتے ہیں۔

## ② جواباً بھی بدکلامی سے احتراز:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا:

((إِذَا أَصْبَحَ أَحَدُكُمْ يَوْمًا صَائِمًا، فَلَا يَرْفُثْ وَلَا يَجْهَلْ، فَإِنِ امْرُؤٌ شَاتَمَهُ أَوْ قَاتَلَهُ،

فَلْيَقُلْ: إِنِّي صَائِمٌ، إِنِّي صَائِمٌ)).

’’جب تم میں سے کوئی روزے کی حالت میں ہو تو وہ نہ فحش بات کرے اور نہ جہالت کا رویہ اختیار کرے، پھر اگر کوئی شخص اسے گالی دے یا اس سے لڑنے پر آمادہ ہو جائے تو وہ کہہ دے: میں روزے سے ہوں، میں روزے سے ہوں۔‘‘

صحیح البخاری: 1894، صحیح مسلم: 1151

فحش کلامی زبان کی وہ بے احتیاطی ہے جو خواہشات کو بھڑکاتی ہے اور جہالت وہ طرزِ عمل ہے جس میں انسان غصے، بدتمیزی اور انتقام کے تحت قابو کھو بیٹھتا ہے۔ روزہ ان دونوں کا علاج ہے، کیونکہ روزہ انسان کو ضبط، تحمل اور وقار سکھانے آتا ہے۔

حدیث کا سب سے گہرا پہلو یہ ہے کہ اگر روزہ دار کو کوئی شخص گالی دے یا لڑنے پر آمادہ ہو جائے، تو اسے جواب میں خاموشی، صبر اور خود کو یاد دہانی کا راستہ اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے، کہ وہ کہنے لگے:

’’میں روزے سے ہوں، میں روزے سے ہوں۔‘‘

یہ جملہ دراصل سامنے والے سے زیادہ اپنے نفس سے خطاب ہے۔ گویا روزہ دار اپنے دل کو سمجھاتا ہے کہ یہ وقت خواہش، غصے اور انا کے پیچھے چلنے کا نہیں، بلکہ اللہ کے لیے رک جانے کا ہے۔ یہی لمحہ نفس کی اصل تربیت کا ہوتا ہے، جہاں انسان بدلہ لینے کی قدرت کے باوجود خود کو روک لیتا ہے۔

## ③ حقیقی مسلمان ہونے کا معیار:

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهٖ وَيَدِهٖ))

’’مسلمان وہ شخص ہے جس کی زبان اور اس کے ہاتھ سے (دوسرے تمام) مسلمان محفوظ ہوں۔‘‘

صحیح البخاری: 10، صحیح مسلم: 40

یہ وصف عام حالات میں بھی بندے کے لیے حقیقی مسلمان ہونے کا معیار ہے، مگر روزے کی حالت میں اس کی اہمیت اور بڑھ جاتی ہے۔ روزہ صرف کھانے پینے سے رُکنے کا نام نہیں، بلکہ زبان کو بھی ہر ایسی بات سے روکنے کا نام ہے جو دوسروں کے لیے اذیت، دل آزاری یا گناہ کا سبب بنے۔

ماہِ رمضان میں جب بندہ اللہ کے حکم پر حلال چیزیں چھوڑ سکتا ہے تو زبان کو جھوٹ، طعن، غیبت اور سخت کلامی سے روکنا بدرجہ اولیٰ ضروری ہو جاتا ہے۔ اگر زبان بے لگام رہے تو روزہ اپنی اصل روح کھو دیتا ہے۔ اس لیے حقیقت یہی

ہے کہ زبان کی حفاظت دراصل روزے کی حفاظت ہے اور جو روزہ دار اپنی زبان کو محفوظ رکھتا ہے وہی روزے کا کامل اجر وثواب سمیٹ پاتا ہے۔

## ④ روزے میں خاموشی بھی عبادت:

روزے دار کے لیے زبان کا بے قابو ہونا اس کے ایمان اور روزے دونوں کے لیے خطرہ بن جاتا ہے۔ اس لیے رمضان ہمیں یہ سبق دیتا ہے کہ خاموشی بھی عبادت ہوسکتی ہے، اگر وہ زبان کو گناہ سے بچانے کے لیے ہو۔ اسی لیے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ))

”جو شخص اللہ تعالیٰ اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتا ہو، اسے اچھی بات ہی کہنی چاہیے، یا پھر خاموش رہنا چاہیے۔“

صحیح البخاری:6018، صحیح مسلم:47

## ⑤ روزے کی حالت میں محتاط گفتگو:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کو فرماتے سنا:

((إِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ رِضْوَانِ اللهِ، لَا يُلْقِي لَهَا بَالًا، يَرْفَعُهُ اللهُ بِهَا دَرَجَاتٍ، وَإِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ سَخَطِ اللهِ، لَا يُلْقِي لَهَا بَالًا، يَهْوِي بِهَا فِي جَهَنَّمَ))

”بلاشبہ بندہ اللہ تعالیٰ کو راضی کردینے والی کوئی بات زبان سے نکالتا ہے جسے وہ کوئی اہمیت نہیں دیتا تو اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کے درجات کو بلند فرما دیتے ہیں، اور بلاشبہ بندہ کبھی اللہ تعالیٰ کو ناراض کردینے والی ایسی بات بھی زبان سے نکال دیتا ہے کہ اسے بھی وہ کوئی اہمیت نہیں دے رہا ہوتا؛ لیکن اسی بات کی وجہ سے وہ جہنم میں جا گرتا ہے۔“

صحیح البخاری:6478

واضح ہوا کہ زبان سے نکلنے والا ہر لفظ بے وزن نہیں ہوتا۔ خاص طور پر روزے کی حالت میں، جب بندہ عبادت اور ضبطِ نفس کے ماحول میں ہوتا ہے، ایک معمولی سمجھی جانے والی بات بھی یا تو روزے کو قبولیت بخش دیتی ہے یا اس کی رُوح کو مجروح کر دیتی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ روزے دار کے لیے زبان کی حفاظت کرنے کی بڑی تاکید کی گئی ہے، جو روزے کی سلامتی کا بنیادی تقاضا ہے۔

## ⑥ بے فائدہ و بے مقصد باتوں سے اعراض:

اہل ایمان کا ایک نمایاں وصف یہ بیان کیا گیا ہے کہ وہ بے فائدہ اور بے مقصد باتوں میں الجھنے کے بجائے ان سے باوقار انداز میں منہ پھیر لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ* الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ* وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ* [المؤمنون:3.1]

”یقیناً ایمان والوں نے فلاح حاصل کر لی جو اپنی نماز میں خشوع کرتے ہیں اور وہ لغو باتوں سے اعراض کرتے ہیں۔“

روزہ صرف فحش کلامی، گالی گلوج اور جھوٹ وغیبت سے ہی اجتناب کا درس نہیں دیتا بلکہ وہ زبان کی حفاظت کامل طور پر کروانے کے لیے بے فائدہ و بے مقصد باتوں سے بھی باز رہنے کی تربیت کرتا ہے، تاکہ روزے دار کی زبان اور دل لغویات میں مشغول ہونے کے بجائے نیکی اور خیر کے کاموں میں ہی لگا رہے۔ لغو گفتگو بظاہر گناہ نہ بھی ہو، تو بھی وہ روزے کی رُوح کو کمزور کرنے کا سبب بن جاتی ہے۔ اس لیے کہ یہ مسلمان کے شایانِ شان ہی نہیں ہے کہ وہ اپنی زبان پر ایسی باتیں لائے جن کا نہ کوئی دینی فائدہ ہو اور نہ دنیاوی۔ یہی وجہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهُ مَالَا يَعْنِيْهِ))

”آدمی کے اسلام کا حسن اسی میں ہے کہ وہ فضول اور بے فائدہ باتوں کو ترک کر دے۔“

سنن الترمذی: 2317۔ سنن ابن ماجہ: 3976

## ⑦ سنی سنائی باتوں سے اجتناب:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((كَفٰى بِالْمَرْءِ كَذِبًا أَنْ يُّحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ))

”آدمی کے جھوٹا ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ جو سنے اسے (بغیر تحقیق کے) آگے بیان کر دے۔“

صحیح مسلم: 5

یہ چیز عام حالات میں بھی زبان کی حفاظت کا بنیادی اصول ہے، مگر روزے کی حالت میں خاص طور پر اس کا اہتمام ہونا چاہیے۔ روزہ انسان کو ضبط، احتیاط اور خودنگرانی سکھاتا ہے۔ ایسے میں سنی سنائی باتیں پھیلانا، افواہیں بیان کرنا یا بغیر تحقیق گفتگو کرنا روزے کی رُوح کے خلاف ہے، چاہے بات بظاہر معمولی ہی کیوں نہ لگے۔ اس لیے کہ بے تحقیق گفتگو زبان کو جھوٹ کے دائرے میں لے جاتی ہے اور جھوٹ روزے کے اجر کے ضیاع کا بنیادی ترین سبب

ہے۔ چنانچہ جو روزے دار اپنی زبان کو سکوت اور احتیاط کا پابند بنا لیتا ہے، وہ دراصل پیٹ کے ساتھ ساتھ زبان کا بھی روزہ رکھتا ہے اور یہی رویہ اس کے روزے کی حفاظت اور قبولیت کا ذریعہ بنتا ہے۔

---

إعداد: حافظ فیض اللہ ناصر إشراف: حافظ شفیق الرحمن زاہد حفظہ اللہ

**الحکمۃ انٹرنیشنل**

......لاہور......